جب ایمان کی لذّت نصیب ہوجاتی ہے

مولانا محمد اسحاق خان
مبعوث سعودی عرب برائے دبئی
عرب امارات

یوں تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہاء، نہ بندہ ان کا شمار کر سکتا ہے۔ نہ اس کے بس میں ہے۔ قرآن اس کا اعلان کرتا ہے اور واقعہ و نفس الامر اسکی تصدیق و تائید کرتا ہے، لیکن ان بے شمار نعمتوں اور بے حساب عنایتوں میں سب سے بڑی نعمت اور قدرت کی سب سے بڑی عنایت ایمان کی عنایت و نعمت ہے، اس نعمت سے نہ صرف یہ کہ اخروی زندگی کی لامحدود عنایات سے سرفرازی نصیب ہوتی ہے، بلکہ اس سے اس دنیا کی یہ محدود زندگی بھی جنّت کا سماں پیش کر سکتی ہے، کیونکہ ایمان کی لذّت نصیب ہوجائے تو دنیا کی زہرہ گداز تکلیفوں اور مصیبتوں میں بھی بندہ مومن ایک ایسی لذّت محسوس کرتا ہے کہ دوسرے اسکو سمجھ بھی نہیں سکتے، حتیٰ کہ وہ جب مصائب و آلام کے ان پہاڑوں تلے دب کر مرنے کو آجائے تو بھی ع "چوں مرگ آید تبسّم برلب اوست" کا سماں پیش کرتا ہے۔

اور اسلام کی سنہری اور مقدّس تاریخ ایسے شواہد سے بھری پڑی ہے، کاش! کہ ہم آج بھی اپنے مایۂ ناز اسلاف اور اپنے قدسی صفات اکابر کی تاریخ و سوانح سے یہ درس ہائے عبرت حاصل کر سکیں! وہ دیکھئے اسلام کی اسی مقدس تاریخ کے ایک نورانی صفحے پہ روشن ستارے کی طرح چمکنے والا ایک مقدس نام نور کی شعاعیں پھیلا رہا ہے۔ یہ نام صحابیٔ رسول (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) حضرت عبداللہ بن نہم کا ہے۔ یہ نو ابھی اسلام کے حظیرۃ القدس میں داخل نہیں ہوا، لیکن اسلام کی حقانیت اس کے دل میں گھر کر چکی ہے، وہ اسلام کے اس نور کیطرف بڑھنا چاہتا ہے۔ لیکن ماحول اسکی اجازت نہیں دیتا، گردوپیش نفرت اور منع خیر کی جو بلند دیواریں کھڑی کر دی گئی ہیں ان کو عبور کرنا بڑے جگر گردے اور جان جوکھوں کا کام ہے، سب سے بڑی اور سب سے پہلی رکاوٹ اس کے چچا کا وجود ہے، جو اس کا والی و متولی ہے اور کفر کی نجاست اس کے رگ و پے میں سرایت کر چکی ہوئی ہے، حق کی کوئی آواز نہ سننے کو تیار ہے نہ ماننے کو۔ ایسے شخص کے سامنے ایمان کی بات کرنا اپنی موت کو دستاویز پہ دستخط کرنے کے مترادف ہے۔ اس کے لیئے کوئی کیسے تیار ہو، لیکن وہی بات کہ جب ایمان کی لذّت و حلاوت نصیب ہوجائے تو اس دنیا و دوں

کی تکلیف میں بھی لذت و مسرت کے سامان نظر آنے لگتے ہیں۔ اور کیا خوب کہا کہنے والے نے ؎

لذت ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی

یعنی خدا کی قسم اس مئے کی لذت اس وقت تک جان نہیں سکو گے جب تک چکھو گے نہیں، بہرحال ان تمام خطرات اور مشکلات کے باوجود ایک دن حضرت عبداللہ بن نہم دل کی کہنے کو سینہ تان کر باہر نکل گئے اور چچا سے صاف صاف مگر باادب کہہ دیا: جانِ عم! یہ دین جو نیا آیا ہے دینِ حق ہی معلوم ہوتا ہے، کیوں نہ ہم اس خیر کیطرف سبقت کر لیں۔

اپنے زیر اثر اور زیر تربیت بھتیجے سے یہ بات سنتے ہی کفر کے کرم خوردہ اس چچا کی رگ کفر پھڑکی، کان کھڑے ہو گئے، بھویں تن گئیں، رگیں پھول گئیں، آنکھیں سُرخ ہو گئیں اور منہ سے جھاگ اور آنکھوں سے آگ کے شرارے چھوڑتے اور غضبناک اژدہے کی طرح پھنکارتے ہوئے بولے: ہاں ہاں! عبداللہ، یہ کیا کہا۔ اور میں کیا سن رہا ہوں، ہوش میں ہو، جانتے ہو کہاں کھڑے ہو اور کس سے کیا بات کہہ رہے ہو۔؟ اس خطرناک بات اس کے انجام اور میری پکڑ و سرزنش کا کچھ پاس و احساس ہے کہ نہیں؟ اور جانتے نہیں ہو کہ میں تم سے کیا کچھ کر سکتا ہوں؟ خبردار! جو ایسی بکواس میں دوبارہ سننے پاؤں، مگر وہی بات کہ جب ایمان کی لذت نصیب ہو جائے تو پھر یہ سب کچھ ہیچ ہے، مومن صادق کو ایسے امور کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی، عبداللہ بن نہم یہ سب کچھ جانتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور یہ سب کچھ جاننے کے باوجود انہوں نے اس حق و حقیقت کا یہ اعلان اس طور پہ کیا جو ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی اس لئے بولے چچا جان بیشک میں نے جو کہا پوری دیانت و بصیرت سے کہا آپ جو مرضی کر گذریں میں تو ہر انجام بھگتنے کیلئے پہلے سے ہی تیار ہو کر راہِ حق میں نکلا ہوں، مومن صادق کے اس سادہ اور بصیرت افروز جواب سے چچا کے غضب کی آگ اور تیز ہو گئی، اسکی لپکیں تیز سے تیز تر ہو گئیں، اسکی باچھیں کھل گئیں، دانت نکل آئے، آستین چڑھالیں اور بولے دیکھو اگر تم باز نہ آئے تو میں تم سے مال و منال سمیت وہ سب کچھ چھین لوں گا جو اب تک تمہیں دے رکھا ہے۔

مگر یہاں پھر وہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ لذتِ ایمان نے ہر مشکل آسان کر دی تھی، عبداللہ بولے چچا جان بیشک میں اس سب کیلئے تیار ہوں۔ کیونکہ میں جان چکا کہ یہ دین حق ہے اور یہ حقیقت میری رگ و پے میں سرایت کر چکی ہے، میں اسے نہیں چھوڑ سکتا، آپ جو مرضی اپنی بھڑاس نکالنے کیلئے کر گزریئے۔

چنانچہ فیصلہ کن مرحلہ آگیا، چچا کے اس قدر خوف اور ڈراوے کے باوجود بھتیجا نے اس حقیقت کا اعلان اظہار کر دیا جو عرصہ سے ان کے قلب و قالب کو گرما چکی تھی، جس نے ان کے باطن کو روشن و منور کر دیا تھا اور جو ان کے رواں رواں میں موجزن ہو چکی تھی۔ یہی کہ سچا دین اور حق صرف اور صرف اسلام ہے، وہی دینِ حق جسکو

محمد عربی صلوات اللہ وسلامہ علیہ لیکر آئے ہیں، نیلے آسمان کے نیچے اور خاکستری دھرتی کے اوپر دوسرا کوئی مذہب نہ ایسا ہے نہ ہو سکتا ہے، یہی وہ سچا اور برحق دین ہے، جسے آخری اور کامل دین کے طور پر قادر مطلق رب قدیر نے انسانیت کی فوز و فلاح کیلئے چن لیا ہے، اور اس کے اظہار و قبول کیلئے شہادت کا وہ کلمہ پڑھ لیا جو اسلام کے حصنِ حصین کا پہلا اور مقدس باب ہے، چچا نے بھی وہی کیا جس کی دھمکی وہ اس سے قبل اپنے بھتیجے کو کئی بار دے چکا تھا۔ اس سے سب کچھ چھین لیا حتی کہ اس کے تن سے وہ کپڑے بھی اتار لیے جو اس کا ستر ڈھلنپے ہوئے تھے، اور اس قاسی القلب نے حضرت عبداللہ کو بالکل ننگا کر دیا، قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے حق کو کیوں قبول کر لیا، اور اس بات کا اظہار و اعلان کیوں کر دیا جو ان کی فطرت سلیمہ ایک عرصہ سے قبول کر چکی تھی۔ لیکن اس انسانیت سوز سلوک سے بھی حضرت عبداللہ کے عزم و استقلال اور پختگی و استقامت میں کوئی فرق نہ آیا، نہ کوئی تاسف نہ تامل، بلکہ یقین میں مزید پختگی اور استقامت، پائے استقلال اور راہِ عزیمت میں کسی لغزش کا کوئی سوال ہی نہیں، ماں کی ممتا کام آئی اور انہوں نے ایک چادر لا کر دی تن پر ڈال کر اور تن پوشی کر کے دربارِ رسالت میں حاضری دی۔ ان کے دل کی مسرتوں اور قلبی اطمینان کی کیفیت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ پھر یہ مومن صادق حلاوتِ ایمان کی دولت سے سرشار حضرت رسالت پناہ کے ساتھ ایک جہاد میں شریک ہوتا ہے۔ اور اسلام کیلئے لڑتے ہوئے راہِ حق میں اپنی جان جان آفرین کے حوالے کر دیتا ہے اور اسطرح جان و مال سمیت پوری متاعِ عزیز کی بازی لگاتے ہوئے اپنے خالق و مالک سے جاملا، سچ کہا کہنے والے نے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی — حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پھر اس خوش نصیب مسافر آخرت کے جسدِ خاکی کو حضرت رسالت پناہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے لحد میں اتارا اور یہ دعا فرمائی اللھم انی امسیت لاصیاعن صاحب ھذا القبر فارض عنہ۔ الخ اے اللہ میں اس قبر والے سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا اور اسے جنت کے اعلیٰ مقامات میں جگہ نصیب فرما یہ دعا سنتے ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اچھل پڑے اور رونے میں فرمایا: یالیت کنت مکانہ۔ اے کاش! میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا (تاکہ یہ دعا مجھے ملتی) یہ ہے لذتِ ایمان جو ہر مشکل و مصیبت کو آسان کر دیتی ہے اور جس کا انجام اس طرح ہوتا ہے۔ آج بھی اگر بغور دیکھا جائے اور حالات کا عمیق نظر سے جائزہ لیا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ مسلمانوں کی تمام مشکلات اور پریشانیوں کا بنیادی اور اصل سبب ایمان کی کمزوری ہے، اگر حلاوتِ ایمان نصیب ہو جائے تو مومن کی کائنات دگرگوں ہو جائے قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ہے: ایمان والو! تم مومن ہو جاؤ۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: عزت و سربلندی تمہاری ہے بشرطیکہ تم ایمان میں کامل ہو جاؤ۔ اور لذت و حلاوتِ ایمان کی یہ دولت قربانی و محنت کے بغیر حاصل ہونے والی نہیں جسکے بہت سے طریقے ہیں مگر ان میں سب سے آسان مفید اور مؤثر طریقہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کیساتھ انکے طریقے کے مطابق وقت لگایا جائے کیونکہ انکی اصل محنت ایمان پر ہے اور اسکے اثرات ساری دنیا میں نمایاں ہیں۔ ٭٭